Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 02, January - June 2026, PP: 01-22
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

معاصر حربی وسائل کا استعمال: نبوی حکمتِ عملی کی اطلاقی جہات

Utilization of Contemporary Warfare Tools: Applied Dimensions of the Prophetic Strategy

Esha Batool
M.Phil.Scholar, Faculty of Islamic Studies, Superior University,Lahore, (Faisalabad Campus)
eshabatool9070@gmail.com

Dr.Hafiz Muhammad Ahsan Raza
Assistant Professor, Faculty of Islamic Studies, Superior University,Lahore (Faisalabad Campus)
ahsanraza6281@gmail.com

Abstract

The Prophetic biography (Sirah) offers not only spiritual and moral guidance but also provides a comprehensive model for political, social, and military leadership. In the present era, the field of warfare has undergone a technological revolution, making it necessary to reassess classical military strategies in light of modern tools and tactics. This paper investigates how the military strategies of the Prophet Muhammad ﷺ can be applied in contemporary settings where drones, cyber warfare, and intelligence operations dominate the battlefield.In a time where the Muslim world faces multifaceted military and ideological challenges, this topic presents a balanced and principled framework based on the life of the Prophet ﷺ, which could guide modern military leadership.
The article explores key principles used by the Prophet ﷺ—such as strategic alliances, psychological insight, ethical warfare, and intelligence use—and evaluates their relevance in current military scenarios. The paper argues that Prophetic wisdom, though rooted in a different historical context, offers adaptable frameworks for ethical and effective use of modern military resources.
Following questions will be answered in article.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

What were the core principles of the Prophetic military strategy?
Can these strategies be aligned with the use of modern warfare tools and technologies?
How can Sirah-based guidance shape ethical responses in contemporary conflict zones?
This study uses historical analysis, comparative research, and analytical methods. Sources include classical Sirah literature, Islamic legal texts, and contemporary military doctrine.

Keywords: *Prophetic strategy, Islamic military ethics, contemporary warfare, Sirah studies, ethical combat, modern military application.*

1 موضوع کا تعارف

دینی مدارس صدیوں سے اسلامی تعلیمات کے فروغ اور تحفظ کا اہم مرکز رہے ہیں۔ برصغیر کی تاریخ میں یہ ادارے صرف قرآن و حدیث کی تعلیم ہی نہیں دیتے رہے بلکہ سماجی رہنمائی، دعوت و اصلاح، اور ملی قیادت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ تاہم، وقت کے ساتھ معاشرتی، سائنسی اور تکنیکی تبدیلیوں نے تعلیم کے میدان میں نئے تقاضے پیدا کیے۔ موجودہ دور میں، جہاں علم و تحقیق کی رفتار تیز ہو چکی ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں ٹیکنالوجی اور جدید علوم کا عمل دخل بڑھ گیا ہے، وہاں دینی مدارس کے لیے بھی یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنے نصاب اور تدریسی نظام میں عصری علوم کو شامل کریں تاکہ طلبہ نہ صرف دینی بصیرت کے حامل ہوں بلکہ دنیاوی تقاضوں سے بھی ہم آہنگ رہ سکیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی، سیاسی اور عسکری سطح پر بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ایسے ہمہ گیر اصول پائے جاتے ہیں جو زندگی کے ہر میدان، خصوصاً جنگی و دفاعی میدان میں عدل، حکمت، اخلاق اور انسانیت کی بنیاد پر استوار ہیں۔ عصرِ حاضر میں جبکہ جنگی ٹیکنالوجی نے غیر معمولی ترقی کر لی ہے—ڈرون، سائبر جنگ، مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور ہائبرڈ وار (Hybrid Warfare) جیسے تصورات عام ہو چکے ہیں—اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دیکھا جائے: کیا نبوی حکمتِ عملی صرف اپنے زمانے تک محدود تھی، یا اس میں ایسے اصولی اور اطلاقی پہلو موجود ہیں جو آج کے جدید وسائل پر بھی منطبق ہو سکتے ہیں؟

اس سوال کی اہمیت اس لیے بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ مسلم دنیا آج عسکری کے ساتھ فکری محاذ پر بھی چیلنجز سے دوچار ہے۔ جدید دور کی جنگیں صرف میدانوں میں نہیں بلکہ میڈیا، معیشت، اور ذہنوں میں بھی لڑی جا رہی ہیں۔ ایسے حالات میں سیرتِ نبوی

ﷺ میں موجود اصولی رہنمائی ایک ایسا جامع اخلاقی و عملی فریم ورک مہیا کرتی ہے جو انسانیت اور عدل دونوں کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اس مقالہ کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ انہیں موجودہ جنگی ٹیکنالوجی اور حربی حالات میں کس طرح بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

نبوی ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کسی ایک طریقۂ جنگ تک محدود نہیں تھی؛ بلکہ یہ ایک مربوط نظام تھا جس کے اندر معلومات کا حصول، چالاکی، اتحاد سازی، نفسیاتی حکمت، اخلاقی ضوابط، اور حالات کے مطابق لچک شامل تھیں۔ ذیل میں ان عناصر کو آسان انداز میں بیان کیا جارہاہے، اور ہر حصے میں تاریخی مثال کے طور پر سیرتی واقعات دیے جارہے ہیں تاکہ عملی طور پر اندازہ ہوسکے کہ یہ اصول کیسے نافذ ہوتے تھے۔

1.1 نبوی جنگی حکمتِ عملی کے مظاہر

1. موجودہ دور میں تعلیم محض روایتی علوم تک محدود نہیں رہی بلکہ سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت، ابلاغیات اور دیگر جدید شعبے انسانی زندگی کا لازمی حصہ بن چکے ہیں۔ مدارس کے طلبہ اگر ان علوم سے ناواقف رہیں تو وہ معاشرے کے عملی اور فکری میدان میں پیچھے رہ جائیں گے۔
2. عصری علوم کی شمولیت سے طلبہ جدید دنیا کی زبان اور اسلوب میں بات کرنے کے قابل ہوتے ہیں، جس سے وہ بین المذاہب اور بین الثقافتی مکالمہ میں مؤثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔
3. عصر حاضر میں ملازمت اور روزگار کے لیے صرف دینی تعلیم کافی نہیں۔ عصری مضامین کے ذریعے مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ تدریس، تحقیق، میڈیا، اور دیگر شعبوں میں بھی خدمات انجام دے سکتے ہیں، جس سے وہ معاشی طور پر خود کفیل ہوسکتے ہیں۔
4. جدید علوم، خاص طور پر ابلاغیات اور ٹیکنالوجی، دعوت و تبلیغ کے کام کو زیادہ مؤثر بناسکتے ہیں۔ آن لائن پلیٹ فارمز، سوشل میڈیا، اور ڈیجیٹل پبلی کیشنز اسی وقت بہتر استعمال ہوسکتے ہیں جب مدارس کے طلبہ ان کی فنی مہارت رکھتے ہوں۔

نبوتِ محمدی ﷺ کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ آپ ﷺ جنگ کے ہر مرحلے میں معلومات کو اہم جانتے تھے۔ دشمن کی تعداد، منصب، راستے، اور ممکنہ اتحادیوں کی خبر وقت سے حاصل کرنا حکمتِ عمل کا بنیادی حصہ تھا۔ اطلاعاتی تیاری نے کئی معرکوں میں فیصلہ ساز کردار ادا کیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جنگِ بدر سے قبل مسلمانوں نے قریش کے قافلے کی حرکت اور اس کے راستے کے بارے میں معلومات حاصل کیں، جس سے مسلمانوں کو اچھی پوزیشن مل گئی اور وہ دشمن پر بروقت حملہ کر سکے۔ اس طرح کا معلوماتی نیٹ ورک، دورِ جدت میں intelligence cycle کے اصولوں کے مترادف ہے۔1

نبوی حکمتِ عمل میں چالاکی کا بڑا حصہ تھا— لیکن یہ دھوکہ دہی کے غیر اخلاقی معنی میں نہیں بلکہ دشمن کی قوتوں کا موازنہ کر کے حکمتِ عملی وضع کرنے اور جغرافیائی فائدہ اٹھانے کی تدبیر تھی۔ مثال کے طور پر خندق (احزاب) کے وقت حضور ﷺ نے مدینہ کے دفاع کے لیے خندق کھودی۔ یہ ایک نئی تکنیک تھی جو عربی جنگی روایت میں عام نہ تھی؛ اس نے دشمن کی تیزی سے حملہ آور قوت کو روکا اور دفاعی برتری فراہم کی۔2 اس اقدام میں منصوبہ بندی، محنت اور فوری عملی نظم سب شامل تھے۔

نبوی حکمت کا ایک مظہر اتحاد سازی تھی۔ آپ ﷺ نے قبائل کے ساتھ معاہدے کیے، غیر مسلم قبیلوں سے امن و مفاہمت کے معاہدے طے کیے اور متعدد بار سفارتی راستے اپنائے تاکہ لڑائی محدود رہے یا ضرورت پڑنے پر وسیع تعاون مل سکے۔ مثال کے طور پر معاہدۂ حدیبیہ ایک ایسی سفارتی کوشش تھی جس نے وقتی طور پر کشیدگی کم کی اور بعد ازاں اس معاہدے نے مسلمانوں کو سیاسی و عسکری طور پر فائدہ پہنچایا۔3 یہ ظاہر کرتا ہے کہ جنگی حکمت میں ڈپلومیسی اور وقتی سمجھوتے بھی شامل ہیں۔

نفسیاتی حربے بھی نبوی حکمتِ عمل کا حصہ تھے: دشمن کے مورال کو متاثر کرنا، اپنی افواج میں اعتماد پیدا رکھنا، اور فتح کے بعد نرم رویہ اختیار کر کے دشمنی میں کمی لانا— یہ سب نفسیاتی حکمت کا عملی رخ ہیں۔ اس کی مثال ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد آپ ﷺ کا عام معافی کا رویہ اور دشمنوں کے ساتھ نرم سلوک نے بہت سے لوگوں کے دل جیت لیے اور مزید مزاحمت کم ہو گئی۔4

نبوی حکمتِ عمل میں اخلاق کو مضبوط مقام دیا گیا: معاہدات کی پاسداری، غیر جنگجوؤں (عورت، بچے، بوڑھے، مذہبی عبادت گاہوں) کی حفاظت، اور جنگ میں حد سے تجاوز نہ کرنا— یہ واضح اصول تھے۔ قرآن و سنت نے لڑائی میں اعتدال اور غیر ضروری نقصان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔5 مثال کے طور پر تعدد احادیث و واقعات میں رسول ﷺ نے فرمایا یا عمل کیا کہ جنگ کے دوران

جلاوطنی، فصلیں تباہ کرنا یا معصوم لوگوں کو ہلاک کرنا ممنوع ہے۔ یہی اصول آج کے بین الاقوامی انسانی قوانین (distinction, proportionality) سے ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔6

نبوی حکمتِ عمل کی ایک نمایاں صفت اس کی لچک تھی۔ حالات کے بدلتے منظرنامے میں آپ ﷺ نئے طریقے اپناتے، اور اپنے ساتھیوں کو بھی فوری فیصلے کرنے کی آزادی دیتے۔ یہ decentralized decision-making کا پہلو ہے جو عین جدید عسکری ڈوکٹرین میں اہم سمجھا جاتا ہے۔7/ اس کی عمومی مثال سیرت طیبہ میں یہ ہے کہ قریشی سازش یا کسی غیر متوقع واقعے کے جواب میں آپ ﷺ نے فوری پلان تبدیل کیے، مثلاً جب راستہ بند ہوا تو پیچھے ہٹنے یا دوسری سمت کا رخ کرنے کے فیصلے بروقت لئے گئے، جس سے جانی نقصان کم ہوا اور عملیات کامیاب رہیں۔8

مجموعی طور پر نبوی جنگی حکمتِ عمل کے یہ اجزاء ایک مربوط فریم ورک تشکیل دیتے ہیں: معلوماتی برتری، تدبیر و چالاکی، اتحاد سازی، نفسیاتی حکمت، اخلاقی ضوابط، اور لچک۔ یہ عناصر نہ صرف روایتی جنگ میں کارگر رہے بلکہ اصولی سطح پر ایسے ہیں کہ جدید حربی وسائل (جیسے intelligence networks، information operations، precision engagement) کے ساتھ بھی ہم آہنگ کیے جاسکتے ہیں—بشرطیکہ اخلاقی و شرعی حدود برقرار رکھی جائیں۔9

2 معاصر حربی وسائل اور ان کی نوعیت

دنیا اس وقت عسکری لحاظ سے ایک بالکل نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ جنگ صرف توپ و تفنگ تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے ڈیجیٹل، معلوماتی، نفسیاتی، اور اقتصادی جہات اختیار کرلی ہیں۔ اس بدلتی ہوئی دنیا میں اسلام کی ابدی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمتِ عملی کی معنویت مزید اجاگر ہو جاتی ہے، کیونکہ ان میں اخلاق، نظم، عدل اور احتیاط کا توازن پایا جاتا ہے۔

الف: روایتی اور جدید ملٹری ٹیکنالوجی (Conventional and Modern Military Technology)

قدیم جنگیں زیادہ تر براہِ راست ٹکراؤ (Direct Combat) پر مبنی ہوتی تھیں، جب کہ آج کی جنگوں میں دور سے حملے (Remote Warfare)، ڈرون آپریشنز، اسمارٹ ہتھیار اور مصنوعی ذہانت (AI) استعمال کی جاتی ہے۔ ان جدید ٹیکنالوجیز کا بنیادی مقصد انسانی نقصان کم کرتے ہوئے مؤثر نتائج حاصل کرنا ہے۔10

نبوی حکمتِ عملی میں بھی یہی روح کارفرما تھی — کم سے کم نقصان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اثر پیدا کرنا۔ مثال کے طور پر، جنگِ بدر میں آپ ﷺ نے دشمن کے ساتھ براہِ راست تصادم سے پہلے منصوبہ بندی اور صحیح وقت کے انتخاب پر زور دیا۔11 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید عسکری اصول "precision and timing" پہلے سے ہی سیرت میں موجود ہیں۔

ب: معلوماتی جنگ اور سائبر آپریشنز (Information Warfare and Cyber Operations)

جدید جنگ کا ایک بڑا محاذ معلوماتی جنگ (Information Warfare) ہے۔ اب میدانِ جنگ صرف سرحدوں تک محدود نہیں بلکہ میڈیا، سوشل میڈیا، اور ڈیجیٹل نیٹ ورکس کے ذریعے رائے عامہ کو متاثر کرنا، جھوٹی معلومات پھیلانا، یا دشمن کی حوصلہ شکنی کرنا بھی جنگی مقاصد کا حصہ بن چکا ہے۔12

سیرتِ نبوی ﷺ میں اطلاعاتی نظم انتہائی اہم تھا۔ آپ ﷺ ہمیشہ درست معلومات کی بنیاد پر فیصلے کرتے اور جھوٹی خبروں یا مبالغہ آرائی سے سختی سے منع فرماتے۔ مثال کے طور پر، جنگِ احد کے موقع پر جب افواہ پھیلی کہ رسول ﷺ شہید ہو گئے ہیں، تو آپ نے فوراً اعلان فرمایا: "اَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"۔13 یہ اعلان محض ایک روحانی نعرہ نہیں بلکہ ایک نفسیاتی اور معلوماتی ردِعمل تھا، جس نے صحابہؓ کے حوصلے کو بحال کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے غلط معلومات کے اثر کو زائل کرنے کے لیے سچائی پر مبنی مواصلات (Truth-based Communication) کو ترجیح دی — وہی اصول جو آج Information Ethics کے بنیادی ستون کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

ج: غیر متوازن جنگ (Asymmetric Warfare)

لفظ "Asymmetric Warfare" کا درست اور مستند اردو ترجمہ ہے: غیر متوازن جنگ یا غیر مساوی جنگ

اس سے دراصل وہ جنگ مراد ہے جس میں دو فریقوں کی طاقت، وسائل، ہتھیار یا طریقۂ جنگ میں نمایاں فرق ہو۔ یعنی ایک فریق بہت طاقتور (مثلاً باقاعدہ فوج)، اور دوسرا کمزور (مثلاً چھوٹے گروہ یا مزاحمتی تنظیمیں) ہو — لیکن کمزور فریق طاقتور کے خلاف غیر روایتی حربے (مثلاً گوریلا جنگ، سائبر حملے، یا چھاپہ مار کارروائیاں) استعمال کرے۔ اس لیے اردو میں اسے عموماً یوں سمجھا جاتا ہے: "طاقت کے غیر مساوی فریقوں کے درمیان لڑی جانے والی غیر روایتی جنگ"

گویا غیر متوازن جنگ سے مراد ایسی جنگ ہے جس میں ایک فریق وسائل میں کمزور ہوتا ہے مگر حکمت، تنظیم، اور اخلاقی قوت سے برتری حاصل کر لیتا ہے۔

اسلامی تاریخ میں اس کی روشن مثال غزوۂ بدر ہے، جہاں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور دشمن ایک ہزار سے زیادہ۔ اس کے باوجود نظم، ایمان، اور قیادت کی برتری نے انہیں فتح دلائی۔ 14

اسی اصول کی بازگشت جدید عسکری نظریات میں بھی سنائی دیتی ہے۔ جیسا کہ Sun Tzu کہتا ہے:

"The supreme art of war is to subdue the enemy without fighting." 15

نبی ﷺ کی متعدد حکمتیں اسی فلسفے کی عملی تعبیر تھیں؛ مثلاً فتحِ مکہ میں آپ ﷺ نے جنگ کے بغیر ہی دشمن کو تسلیم پر آمادہ کر لیا۔

د: ہائبرڈ وار فیئر (Hybrid Warfare)

آج کے دور میں جنگ صرف عسکری نہیں بلکہ سیاسی، معاشی، نفسیاتی، اور ابلاغی میدانوں میں بھی لڑی جا رہی ہے۔ اسے جدید اصطلاح میں Hybrid Warfare کہا جاتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو نبی ﷺ نے بھی دشمن سے مقابلے کے لیے صرف تلوار پر انحصار نہیں کیا بلکہ سیاست، معاہدات، سفارت کاری، اخلاق، اور معیشت کے تمام ذرائع کو بروئے کار لایا۔ 16

مثلاً معاہدۂ حدیبیہ بظاہر وقتی پسپائی محسوس ہوا، مگر اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو امن کا موقع ملا جس کے دوران اسلام تیزی سے پھیلا — یہی وہ "multi-domain strategy" ہے جسے آج عسکری نظریہ ساز "hybrid advantage" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ 17

3 نبوی جنگی حکمت عملی اور معاصر حربی وسائل کا تقابلی جائزہ

نبوی حکمتِ عملی اور جدید عسکری نظریات میں بظاہر ایک زمانی فاصلہ ہے، لیکن جب ہم اصولی سطح پر جائزہ لیتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر کئی بنیادی مماثلتیں اور اطلاقی پہلو سامنے آتے ہیں۔ دورِ حاضر کی عسکری پالیسی، خواہ وہ information dominance، strategic deterrence، asymmetric advantage یا ethical warfare کے نظریات پر مبنی ہو، ان سب کی جڑیں کسی نہ کسی درجے میں وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے چودہ صدیوں پہلے اپنے عملی نمونوں سے واضح کیں۔

یہ تقابلی جائزہ اس امر کو نمایاں کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمتِ عملیاصولوں کی جنگتھی، جبکہ جدید عسکری ٹیکنالوجی وسائل کی جنگپر استوار ہے۔ اصول باقی ہیں، ذرائع بدل گئے ہیں۔

الف: اطلاعاتی برتری اور جدید انٹیلی جنس نظام (Information Superiority and Intelligence Systems)

جدید فوجی نظریات میں "Information Superiority" یعنی معلومات پر کنٹرول کو جنگی کامیابی کی کنجیقرار دیا جاتا ہے۔ کارل وون کلازوِٹ (Clausewitz) نے کہا تھا کہ:

"The first of all strategic considerations is to know the enemy and oneself.".18

یہی اصول رسول اللہ ﷺ نے اپنی عملی سیرت میں واضح کیا۔ آپ ﷺ ہمیشہ درست معلومات حاصل کرتے، فیصلہ کرنے سے پہلے صورتحال کا جائزہ لیتے اور کبھی محض جذبات پر مبنی اقدام نہ فرماتے۔ جنگِ بدر میں جب حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ نے دشمن کے قافلے کی تفصیلات پہنچائیں، تو آپ ﷺ نے اسی معلوماتی بنیاد پر اپنی حکمتِ عملی ترتیب دی۔19 اسی طرح جدید دور میں انٹیلی جنس ایجنسیز مصنوعی ذہانت، سیٹلائٹ امیجنگ، اور ڈیٹا اینالیسز کے ذریعے وہی کام کر رہی ہیں جو نبوی حکمت میں انسانی سطح پر ہوا کرتا تھا—یعنی فیصلہ سازی کے لیے معلوماتی تیاری۔ اسلامی تناظر میں معلومات جمع کرنا درست ہے بشرطیکہ یہ عدل، امانت، اور مقاصدِ شریعت کے مطابق ہو، نہ کہ ظلم یا فریب کے لیے۔20

ب: نفسیاتی جنگ اور معلوماتی اثر (Psychological and Information Warfare)

جدید جنگی نظریات میں دشمن کے حوصلے، ذہنی حالت اور رائے عامہ پر اثر ڈالنا عسکری برتری کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پہلو کو سب سے پہلے اخلاقی دائرے میں استعمال کیا۔ آپ ﷺ دشمن کے دلوں میں خوف نہیں بلکہ احترام اور اعتماد پیدا کرتے تھے۔ مثلاً فتحِ مکہ کے موقع پر جب آپ ﷺ نے فرمایا": من دخل دار أبي سفيان فهو آمن "—"جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے، وہ محفوظ ہے"۔21

یہ اعلان نفسیاتی لحاظ سے ایک عظیم الشان کامیابی تھا۔ دشمن کے حوصلے ٹوٹ گئے مگر خون بہا نہیں۔ اس کے برعکس جدید Information Warfare میں عموماً جھوٹ، افواہ، اور ذہنی دباؤ کے حربے استعمال ہوتے ہیں، جنہیں اسلامی اخلاق میں "غدر" اور "افساد" قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سچائی پر مبنی اطلاع رسانی کا قائل ہے، نہ کہ Propaganda پر۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ" — "اور اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں"۔22

یہی اصول آج کے Information Ethics کے برابر ہے۔

ج: اتحاد سازی اور بین الاقوامی تعاون (Coalition Building and Diplomatic Alliances)

جدید جنگی سیاست میں اتحاد (Alliance) کی تشکیل کامیابی کا بنیادی ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بدر سے پہلے اور بعد میں مختلف قبائل اور گروہوں کے ساتھ معاہدات کیے تاکہ مدینہ منورہ کے دفاع کو اجتماعی بنیاد پر مضبوط کیا جا سکے۔ معاہدۂ مدینہ (Constitution of Medina) اس کی روشن مثال ہے، جس میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان مشترکہ دفاعی شقیں طے ہوئیں۔23 اسی اصول پر جدید دنیا میں بھی Collective Defense کا تصور قائم ہے — جیسا کہ نیٹو (NATO) معاہدہ (1949) جس میں کہا گیا کہ "An attack on one is an attack on all." اسلامی تصورِ اتحاد اس سے بھی زیادہ جامع ہے کیونکہ وہ دفاعی تعاون کو عدل، اخلاق اور معاہدے کی پاسداری سے مشروط کرتا ہے۔

د: اخلاقی جنگ اور انسانی ہمدردی (Ethical Warfare and Humanitarian Restraints)

عصرِ حاضر میں International Humanitarian Law (IHL) جنگ کے دوران انسانی حقوق کے تحفظ پر زور دیتا ہے۔ لیکن یہ اصول سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعارف کرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً صغیراً ولا امرأۃً" — "بوڑھے، بچے یا عورت کو قتل نہ کرو۔"24 یہی وہ اخلاقی ضابطے ہیں جو آج (1949) Geneva Conventions میں شامل ہیں۔25 اسلامی تصورِ جنگ میں دشمن کو بھی انسان سمجھا جاتا ہے، جب کہ جدید جنگی مشینری میں انسان صرف ایک "ٹارگٹ" رہ گیا ہے۔ یہاں فرق یہ ہے کہ نبوی جنگی اخلاقیات رحمت پر قائم تھیں، جب کہ جدید جنگیں حکمتِ طاقت (power politics) پر۔

ھ: فیصلہ سازی میں مرکزیت اور لچک (Decentralization and Adaptability)

نبوی حکمتِ عملی میں ایک نمایاں خصوصیت مشاورت اور لچک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے صحابہؓ سے رائے لیتے (شوریٰ کا نظام)، اور حالات کے مطابق فیصلہ بدلنے میں تردد نہ فرماتے۔ جنگِ احد میں جب بعض نوجوانوں نے باہر نکل کر لڑنے کی رائے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے قبول کی۔26 یہی اصول آج جدید عسکری تنظیموں میں Decentralized Command کہلاتا ہے —

جہاں نچلی سطح کے افسران کو بھی صورتحال کے مطابق فوری فیصلے کی اجازت دی جاتی ہے۔27 اسلامی ماڈل میں یہ فیصلہ سازی بھی اخلاقی احتیاط کے تابع تھی — مقصد کامیابی نہیں بلکہ حق وعدل کا قیام تھا۔

4 کیس اسٹڈیز: تاریخی اور معاصر تطبیق

(Case Studies: Historical and Contemporary Applications)

مقالے کا یہ حصہ نبوی حکمتِ عملی کے عملی ماڈلز اور ان کے جدید عسکری نظاموں میں اطلاقی پہلوؤں پر مبنی ہے۔اس کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جنگی تدابیر نہ صرف اپنے وقت میں کامیاب تھیں بلکہ آج کے ہائی ٹیک، انفارمیشن بیسڈ اور ہائبرڈ جنگی ماحول میں بھی ان کی اصولی روح پوری طرح قابلِ عمل ہے۔یہ تقابلی مطالعہ تین نمایاں مثالوں کے ذریعے پیش کیا جارہا ہے۔

الف: غزوۂ بدر اور جدید Strategic Intelligence Operations

غزوۂ بدر اسلام کی پہلی بڑی فوجی مہم تھی، اور اس میں معلوماتی برتری نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی نقل وحرکت کی درست معلومات حاصل کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے جاسوسی دستے روانہ کیے، جنہوں نے دشمن کے مقام، سپاہیوں کی تعداد اور راستوں کی تفصیل فراہم کی۔28 یہی "pre-emptive intelligence" جدید عسکری حکمت میں Strategic Reconnaissance کے طور پر جانی جاتی ہے۔29 جدید زمانے میں (1991) Operation Desert Storm کے دوران امریکا اور اتحادی افواج نے سیٹلائٹ امیجنگ، ڈیٹا اینالیسز اور خفیہ مواصلاتی نظام سے عراقی افواج کی نقل وحرکت کا جائزہ لیا — اور یہی معلوماتی تیاری ان کی فتح کی بنیاد بنی۔30

دونوں مثالوں میں مشترک نکتہ فیصلہ سازی سے قبل معلومات کا درست حصول ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انسانی نیٹ ورک سے، جب کہ جدید فوجی قوتیں الیکٹرانک و ڈیجیٹل نیٹ ورک سے کام لیتی ہیں — مگر دونوں کا ہدف ایک ہی ہے: "know before you act."

ب: غزوۂ خندق اور Defensive Engineering Warfare

مدینہ منورہ پر حملے کے وقت نبی ﷺ نے سلمان فارسیؓ کی تجویز پر خندق کھودنے کا منصوبہ اپنایا، جو اس وقت عرب دنیا میں ایک بالکل نیا دفاعی حربہ تھا۔31 یہ عمل دراصل defensive engineering کا پہلا تاریخی ماڈل تھا — جغرافیائی حالات کے مطابق

physical barrier قائم کرکے دشمن کی طاقت کو محدود کرنا۔

جدید فوجی حکمت میں بھی یہی اصول "defense by design" کہلاتا ہے، جس میں فوجی اڈے، مورچے، سرنگیں اور اینٹی ٹینک خندقیں اسی مقصد کے لیے بنائی جاتی ہیں۔32 یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نبوی دفاعی حکمت عملی جغرافیہ، افرادی قوت اور وسائل کو ایک مربوط اکائی کے طور پر استعمال کرنے پر مبنی تھی — وہی اصول جو آج modern fortification engineering میں رائج ہے۔ مزید برآں، نبی ﷺ نے خندق کی کھدائی میں خود شرکت فرما کر قیادت کا ایک ایسا ماڈل پیش کیا جسے جدید عسکری اخلاقیات میں Leadership by Example کہا جاتا ہے۔33

ج: صلح حدیبیہ اور Strategic Diplomacy

صلح حدیبیہ کو بظاہر وقتی پسپائی سمجھا گیا، مگر حقیقتاً یہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی سفارتی کامیابی تھی۔ معاہدے کے مطابق بظاہر کچھ شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں، جیسے کہ اگر کوئی قریشی مسلمان ہو کر مدینہ آجائے تو واپس کر دیا جائے گا۔34 لیکن رسول ﷺ نے طویل المیعاد سوچ اپنائی — یہی "strategic patience" ہے جسے جدید ڈپلومیسی میں Long-term Equilibrium Policy کہا جاتا ہے۔35 نتیجہ یہ نکلا کہ صلح کے بعد اسلام کے پیروکاروں کی تعداد دو سال میں کئی گنا بڑھ گئی، کیونکہ امن کے زمانے میں پیغام زیادہ مؤثر انداز میں پھیلا۔

جدید سیاست میں بھی کئی قوموں نے یہی اصول اپنایا؛ مثال کے طور پر Cuban Missile Crisis (1962) میں امریکا اور سوویت یونین نے تصادم سے بچنے کے لیے سفارتی سمجھوتا کیا، جو حدیبیہ کی اصولی حکمت سے مشابہ ہے یعنی وقتی رعایت کے بدلے میں دیرپا فائدہ۔ یہ کیس واضح کرتا ہے کہ نبوی حکمت میں صلح، تحمل اور سفارت کاری محض وقتی تدبیر نہیں بلکہ عسکری پالیسی کا حصہ تھے، جب کہ آج کی Strategic Studies بھی تسلیم کرتی ہے کہ

36"Negotiation is the continuation of war by other means."

د: معاصر اطلاق: نیٹ ورک وارفیئر اور نبوی تنظیمی ماڈل

جدید دور میں جنگیں عموماً نیٹ ورک بیسڈ ہیں — یعنی مختلف یونٹس، معلوماتی مراکز، اور کمانڈ چین کے ذریعے مربوط رہتی ہیں۔ اسلامی فوجی تنظیم کا ماڈل بھی بالکل اسی اصول پر تھا: نبی ﷺ نے ہر مہم کے لیے کمانڈر، نائب، اور نمائندہ مقرر کیا؛ معلومات اوپر

سے نیچے تک اور نیچے سے اوپر تک منتقل ہوتی تھیں۔یہی اصول آج کی Network Centric Warfare (NCW) میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جہاں تیزی سے بدلتی صورتحال کے مطابق فوری رابطہ، معلومات کا تبادلہ اور فیصلہ سازی ہوتی ہے۔37
یوں کہا جا سکتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نے modern command and control systems کا فکری خاکہ چودہ صدیاں پہلے پیش کر دیا تھا—فرق صرف ذرائع کا ہے، اصول وہی باقی ہیں۔

ھ: اخلاقی جنگ اور انسانی مرکزیت (Human-Centric Warfare Ethics)

نبوی جنگی حکمت میں انسان مرکزیت نمایاں ہے—مقصد دشمن کو ختم کرنا نہیں بلکہ ظلم کو ختم کرنا تھا۔یہی اخلاقی اصول آج بھی Human-Centric Warfare Doctrine کی بنیاد بنتے جا رہے ہیں، جہاں طاقت کے استعمال کو انسانیت کی خدمت سے جوڑا جا رہا ہے۔38 فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے عام معافی دے کر اس اصول کو زندہ کیا کہ حقیقی فتح تلوار سے نہیں بلکہ رحمت اور اخلاق سے حاصل ہوتی ہے۔39 اسی رویے نے دشمنوں کو دوست بنا دیا—یہ "hearts and minds strategy" تھی، جو آج بھی Counterinsurgency نظریات میں استعمال ہوتی ہے۔40
ان تمام تاریخی و معاصر مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کی جنگی حکمت عملی ایک آفاقی اصولی نظام ہے۔ جدید عسکری تصورات—چاہے وہ intelligence operations, hybrid warfare, یا diplomatic strategy ہوں—ان سب کی بنیاد نبوی اصولوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔اگر مسلم دنیا جدید ٹیکنالوجی کو انہی اخلاقی حدود میں استعمال کرے تو اس کی عسکری قوت محض طاقت نہیں بلکہ عدل و انسانیت کی قوت بن سکتی ہے۔

5 معاصر حربی ہتھیار: ڈرونز، جدید میزائل، بایولوجیکل و کیمیکل جنگ، اور AI ہتھیار—نبوی جہات اور اخلاقی تقاضے

معاصر دور کے حربی وسائل نے جنگ کی نوعیت بدل دی ہے۔یہ تبدیلیاں انسانیت کے لیے فوائد بھی لا سکتی ہیں (مثلاً کم خطرے والے آپریشنز)، مگر خطرات—خاص طور پر شہری ہلاکتیں، قابلِ پیش بینی نقصان، اور جوابدہی کے خلاء—بھی بڑھ گئی ہیں۔یہ ہمارے مضمون کا اہم حصہ ہے اس لئے آنے والی سطور میں ہر بڑے ہتھیار / وسیلے کا مختصر تعارف، پھر نبوی سیرت اور شریعت کی روشنی میں اُس کے اخلاقی جائزے اور تقاضے دیے جا رہے ہیں۔

الف:ڈرونز(Unmanned Aerial Vehicles — UAVs)

ڈرونز کا استعمال نشانہ بازی، نگرانی، اور بعض اوقات حملہ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ ان کے حامی کہتے ہیں کہ ڈرون آپریشنز فوجی اہلکاروں کے خطرے کو کم کرتے اور "precision strikes" فراہم کرتے ہیں؛ ناقدین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ شفافیت، استثناء اور شہری جانی نقصان کا خطرہ بڑھتا ہے۔41

نبوی جہت (یعنی فقہی و اخلاقی تناظر) : نبیِ کریم ﷺ کی ہدایات جنگ کے دوران فرق کرنے (distinction) اور بے گناہ لوگوں کی حفاظت کی قطعی تعلیم پر مبنی تھیں: "نہ بوڑھے مارو، نہ عورتیں، نہ بچے"۔42 اسی بنیادی اصول کے مد نظر ڈرون آپریشنز تبھی جائز قرار پائیں گے جب:

- ہدف واضح اور قابلِ اثبات طور پر جنگی ہو؛
- حملہ proportionate ہو یعنی فوجی فائدہ شہری نقصان سے نمایاں ہو؛
- قابلِ یقین intelligence ہو، falsifiable نہ ہو؛
- انسانی کنٹرول اور جوابدہی موجود ہو — یعنی حملے کا فیصلہ اور تصدیق انسان کرے، مکمل خودکار لاشہ کشی (fully autonomous lethal strikes) قبول نہیں۔43

اس سلسلے میں جن امور کو مد نظر رکھنا چاہئے وہ درج ذیل ہیں:

- اس طریقے میں چونکہ غلط نشانہ بازی کے خطرات زیادہ ہیں — سیٹلائٹ / سگنل ڈیٹا غلط ہوسکتے ہیں اور نتیجہ میں غیر جنگجو ہلاک ہوسکتے ہیں۔
- اس طریقے میں شفافیت کا فقدان ہے اس لئے کہ خفیہ پروگرام اور غیر واضع قانونی بنیاد شہری اعتبار کو مجروح کرتے ہیں؛
- جوابدہی کی کمی : جب حملہ دور سے اور خودکار طریقے سے ہو تو کس پر قانونی و اخلاقی ذمہ داری آئے گی؟ یہی ICRC اور متعدد اقوامِ متحدہ کے دستاویزات میں تشویش کا نکتہ ہے۔44

ہم یہ سفارش کرتے ہیں کہڈرون کوایسے قواعدِ عمل کے تحت استعمال کیاجائے جو نبی ﷺ کے اصول (فرق، تناسب، ضرورت، اور رحم) پر پورے طور پر قائم ہوں؛ خودکار ہلاکت خالی نظام (fully-autonomous lethal systems) شرعی و بین الاقوامی اخلاق کے خلاف قرار پائے۔45

ب: جدید میزائل (Precision-guided Munitions, Cruise Missiles, Ballistic Missiles)

جدید میزائل سسٹمز زیادہ تر دور سے درست نشانہ (precision) کا دعویٰ کرتے ہیں اور وسیع پیمانے پر فوجی اہداف کو تباہ کر سکتے ہیں۔ تاہم، ان کا استعمال جب شہری آبادی یا انفراسٹرکچر کے قریب ہو تو ہلاکت اور تباہی بڑے پیمانے پر ہو سکتی ہے۔46

نبوی اصولوں کے مطابق جنگ میں نقصانِ عامہ (collateral damage) کو کم سے کم کرنا لازمی ہے۔ اصحاب کا مشاہدہ ہے کہ رسول ﷺ نے فیلڈ میں فصلوں، آبادی، اور عبادت گاہوں کی توہین کو سختی سے روکا (موطا امام مالک؛ احادیث)۔ اِس روشنی میں جدید میزائل تبھی جائز ہوں گے جب ان کے استعمال میں:

- نشانہ واضح جنگی اعتبار سے درست ہو؛
- proportionality قائم ہو؛
- قبل از حملہ ممکنہ شہری نقصان کا محتاط اندازہ ہو۔ (Geneva Conventions principles; ICRC)

اسی لیے جدید قوانینِ جنگ (IHL) چھوٹے، زیادہ ہدف پذیر ہتھیاروں کی ترجیح دیتے ہیں اور مبینہ جنگی جرائم کی تحقیقات لازمی قرار دیتے ہیں۔47

ج: بایولوجیکل (Biological) و کیمیکل (Chemical) جنگ

بایولوجیکل و کیمیکل ہتھیار غیر منتخب، پھیلاؤ میں تیز، اور نسلوں پر دیرپا اثرات رکھنے والے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین — Chemical Weapons Convention (CWC) — اور Biological Weapons Convention (BWC) نے ان کی تیاری، ذخیرہ اور استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے۔48

نبوی جہت (اہم فقہی و اخلاقی دلائل):

سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زہریلا ہتھیار یا اس کی مانند کوئی اور چیز کو بطور حربی طریقہ یا ہتھیار استعمال کرنا ممنوع ہے۔ خیبر

کے زہریلے گوشت کا واقعہ اور اس پر پیغمبر ﷺ کا ردِّ عمل تاریخی شہادت ہے کہ زہریلے ہتھیار ناجائز ہیں۔ 49

علاوہ ازیں رسول ﷺ نے جنگ کے دوران فصلیں، درخت اور شہری املاک کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا۔ یہ اصول واضح طور پر بایولوجیکل / کیمیکل ایجنٹس کے استعمال کی مخالفت میں آتے ہیں کیونکہ وہ ماحول، فصلوں، اور معصوم لوگوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کرتے ہیں۔

بین الاقوامی قانونی حوالہ اور اخلاقی تقاضے:

Chemical Weapons Convention (CWC) نے کیمیائی ہتھیاروں کی تیاری، مالکیت اور استعمال کو ممنوع قرار دیا؛ Biological Weapons Convention (BWC) نے اسی طرح حیاتیاتی ہتھیاروں کی ممانعت رکھی (OPCW; UNODA). یہ معاہدے انسانی جان و ماحول کے تحفظ کے عالمی عزم کی عکاسی کرتے ہیں۔ 50

شریعتِ نبوی کے اخلاقی اصول — زہریلا استعمال نہ کرنا، شہری و ماحولیاتی تحفظ، اور proportionality — بایو/کیمیکل ہتھیاروں کی قطعی ممنوعیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فقہی قیاس یہ ہو گا کہ ان ہتھیاروں کا استعمال براہِ راست ناجائز اور غیر اخلاقی ہے؛ نیز بین الاقوامی معاہدات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے کہ مسلمان ریاستیں بھی ان کنونشنز کی پاسداری کریں۔

د: مصنوعی ذہانت (AI) اور خودکار ہتھیار (Autonomous Weapons Systems — AWS)

AI پر مبنی ہتھیار — خصوصاً وہ جو خود نشانہ طے کر کے استعمالِ قوت انجام دیتے ہیں — ایک اخلاقی اور قانونی معمہ ہیں۔ بنیادی خدشات میں جوابدہی کا فقدان، فیصلہ سازی میں شفافیت کی کمی، اور غلطی کے سلسلے میں انسانی کنٹرول میں خلل شامل ہیں۔ 51

نبوی جہت (شرعی و اخلاقی دلائل): نبوی تعلیمات میں عمل کی نیت (النیات)، ذمہ داری، اور انسانی نگہداشت (care) کی اہمیت واضح ہے ("إنما الأعمال بالنیات" — بخاری، حدیث 1)۔ جب کسی ہتھیار کی کارروائی کا اختیار ایک خودکار مشین کو دے دیا جائے تو:

- نیّت اور ذمہ داری کا سوال پیدا ہوتا ہے — فعل کس کی نیت بن کر انجام پایا؟؛
- غلطی کا ازالہ مشکل ہو جاتا ہے — زبانی یا عملی جوابدہی کس کے اوپر آئے گی؟؛
- انسانی ہمدردی کا فقدان غالب آ سکتا ہے، کیونکہ مشینیں context-sensitive اخلاقی فیصلے (مثلاً دورانِ حملہ بچوں کے قریب ہونے کی تشخیص) میں ناکام رہ سکتی ہیں۔ 52

بین الاقوامی واخلاقی پوزیشن:

ICRCاور کئی اقوامِ متحدہ کے ادارے نے انسانی کنٹرول (meaningful human control) کولازمی قرار دینے کی تجویز دی ہے، اور خودکار قتل کرنے والی مشینوں کی پابندی یا ضابطہ بندی کی وکالت کرتے ہیں۔53

اس حوالے سے یہ فقہی سفارش پیش کی جاتی ہے کہ شریعت کے اصولِ نیت، فرق، ضرورت اور جوابدہی کے پیشِ نظر خودکار ہلاکت نظام (fully autonomous lethal systems) کو شریعتی واخلاقی طور پر قبول کرنا مشکل ہے۔ AI کا استعمال جب تک انسانی کنٹرول، شفافیت، اور جوابدہی یقینی نہ ہو، نبی ﷺ کے اخلاقی فریم (رحمت، احتیاط، اور انصاف) کے خلاف ہو گا۔

ھ: مجموعی اخلاقی فریم ورک: شریعت کا معیار (Maqasid& Rules)

شریعت کے مقاصد (حفظ الدین، حفظ النفس، حفظ العقل، حفظ النسل، حفظ المال) جدید ہتھیاروں کے جائز یا ممنوع ہونے کے فیصلہ میں معیار بن سکتے ہیں۔ اگر کوئی ہتھیار یا حربی طریقہ ان مقاصد کو لاحق خطرہ بڑھاتا ہے (مثلاً بایو/کیمیکل ایجنٹس جو آبادی کو طویل المیعاد نقصان پہنچائیں)، تو شریعتی طور پر اس کا استعمال ممنوع ہو گا۔ اگر کوئی ہتھیار قانونی، محدود، اور قابلِ احتیاط استعمال کے ذریعے شہری نقصان کو کم کرتا ہے اور عدل کے ذریعے قوم کو بچاتا ہے تو نظری طور پر اس کے استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے، مگر یہ اجازت ہمیشہ قواعدِ شریعہ (فرق، تناسب، ضرورت، اور عفو) کے تابع ہو گی۔54

اس کا نتیجہ ہم یہ نکالتے ہیں کہ نبوی اصول اور معاصر وسائل کا ٹکراؤ نہیں بلکہ ملاپ ممکن ہے: بنیادی فرق وسائل کا ہے، اصولی بنیادیں یکساں ہیں؛ نیت، فرق، اور رحم وہ کنجی عناصر ہیں جو ہر دور میں رہنمائی دیتے ہیں۔ بایولوجیکل و کیمیکل ہتھیار شریعتی طور پر قطعی ممنوع قرار دیے جاسکتے ہیں کیونکہ وہ غیر متناسب، ناقابلِ کنٹرول، اور طویل المدت ماحولیاتی وانسانی نقصان کا سبب بنتے ہیں— یہ بین الاقوامی معاہدات کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہے۔ ڈرونز اور میزائل صرف تبھی جائز جب فرق، proportionality، اور انسانی کنٹرول برقرار رہے: آزادانہ، خفیہ اور خودکار حملے شریعت و بین الاقوامی اخلاق کے منافی ہو سکتے ہیں۔AI ہتھیاروں کی اخلاقی وفقہی تشخیص میں نمایاں تحفظات ہیں؛ meaningful human control کی شرط شریعتی، اخلاقی اور قانونی اعتبار سے لازم ہے۔

6 نتائج

یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نہ صرف ایک روحانی و اخلاقی رہنما ہے بلکہ عسکری حکمتِ عملی، نظم و قیادت، اور اخلاقی اصولوں کا ایک مکمل عملی نظام بھی پیش کرتی ہے۔ نبوی طرزِ عمل نے واضح کیا کہ جنگ صرف میدانِ قتال میں نہیں جیتی جاتی، بلکہ علم، معلومات، نظم، صبر اور اخلاقی ضبط کے ذریعے کامیابی حاصل کی جاتی ہے۔ تحقیق کے مختلف حصوں سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- نبی ﷺ نے معلومات کی درستگی اور خفیہ منصوبہ بندی کو مرکزی حیثیت دی۔ یہ اصول جدید عسکری انٹیلی جنس نظاموں کے بنیادی فلسفے سے مطابقت رکھتا ہے۔
- نبی ﷺ نے دشمن کی نفسیات کو سمجھنے اور اس پر اخلاقی سبقت سے قابو پانے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ جدید Information Warfare بھی اسی بنیاد پر کھڑی ہے، مگر اسلام نے اسے اخلاقی حدود میں رکھا۔
- نبوی دور کے معاہدات، مثلاً معاہدۂ مدینہ اور صلحِ حدیبیہ، آج کے collective defense اور strategic diplomacy کے پیش خیمے ثابت ہوئے۔
- خندق کی حکمت عملی نے ظاہر کیا کہ اسلام جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی فکر کو قبول کرتا ہے، بشرطیکہ وہ عدل و امن کے لیے استعمال ہو۔
- نبی ﷺ کی جنگی تعلیمات میں انسانیت کو اولین درجہ دیا گیا، جو آج کے International Humanitarian Law (IHL) سے کہیں بلند تر معیار رکھتی ہیں۔
- نبوی جنگی فلسفہ زمانی یا مکانی نہیں، بلکہ اصولی ہے۔ اس کا مرکز عدل، رحمت اور انسانی وقار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر جدید عسکری ٹیکنالوجی انہی اخلاقی خطوط پر استوار ہو تو جنگی قوت انسانیت کے تحفظ کا ذریعہ بن سکتی ہے، تباہی کا نہیں۔
- سیرتِ نبوی ﷺ میں استعمال ہونے والے وسائل — اونٹ، تلوار، خندق، خطوط — آج بدل کر ڈرون، سائبر نیٹ ورک، اور مصنوعی ذہانت کی شکل اختیار کر چکے ہیں، لیکن ان کے اصولی اور اخلاقی اطلاق وہی ہیں: یعنی سچائی، عدل، منصوبہ بندی، اور ظلم سے اجتناب۔

- اسلام اس امر کا داعی ہے کہ ٹیکنالوجی کبھی انسان سے بڑی نہ بن جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا": إنما الأعمال بالنيات" (بخاری، حدیث 1)—"اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔"یہی اصول عسکری اخلاقیات میں "ethical intent" کہلاتا ہے، یعنی مقصد درست نہ ہو تو کوئی بھی ٹیکنالوجی ظلم بن جاتی ہے۔

7 سفارشات(Recommendations)

- عسکری نصاب میں سیرتِ نبوی کا اخلاقی ماڈل شامل کیا جائے۔ جدید فوجی اکیڈمیوں میں "Ethics of War" پڑھایا جاتا ہے، لیکن اسلامی ممالک میں اس نصاب کو سیرت النبی ﷺ کے عملی اصولوں سے ہم آہنگ کرنا ناگزیر ہے، تاکہ سپاہی اور افسر دونوں جنگ کو مقصدِ عدل کے طور پر دیکھیں، نہ کہ طاقت کے مظاہرے کے طور پر۔
- جدید عسکری ٹیکنالوجی کے ساتھ فقہی و اخلاقی رہنمائی فراہم کی جائے۔ ڈرون حملوں، مصنوعی ذہانت (AI Weapons)، اور سائبر آپریشنز کے حوالے سے فقہا، ماہرینِ اخلاق، اور عسکری حکام پر مشتمل بین الاقوامی اسلامی فکری بورڈ تشکیل دیا جائے۔
- بین الاقوامی مکالمے میں اسلام کا عسکری اخلاقی ماڈل پیش کیا جائے۔ اسلامی اصولِ جنگ—خصوصاً عدمِ جارحیت، امانتِ معلومات، اسیر کا احترام، اور شہریوں کا تحفظ—بین الاقوامی سطح پر امن کے نئے معیارات قائم کر سکتے ہیں
- جدید حربی تربیت میں نبوی نظمِ قیادت سے استفادہ کیا جائے۔ نبوی ماڈل میں قائد خود صفِ اول میں ہوتا تھا، جس سے اعتماد اور وفاداری کی فضا قائم ہوتی تھی۔ جدید فوجی اداروں کو Leadership by Example کے اس ماڈل کو نصابی اور تربیتی سطح پر اپنانا چاہیے۔
- دفاعی پالیسی میں "رحمت" کو بنیادی قدر بنایا جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا": الراحمون يرحمهم الرحمن"—"رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے۔"55 اگر دفاعی پالیسیوں کا محور "رحمت" ہو، تو جنگ کا مقصد تباہی نہیں بلکہ ظلم کا خاتمہ بن جائے گا۔

8 اختتامی کلمات

یہ مقالہ اور اس میں پیش کی جانے والی تحقیق اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ سیرتِ نبوی ﷺ ایک زمانہ مخصوص تاریخی واقعہ

نہیں بلکہ ہمہ وقتی اخلاقی و عسکری منشور ہے۔ اسلامی تصورِ جنگ میں انسان دشمن نہیں، ظلم دشمن ہے۔ جدید دنیا اگر اس فلسفے کو سمجھ لے تو جنگیں ہتھیاروں سے نہیں، فہم، عدل اور اخلاق سے جیتی جا سکتی ہیں۔ نبوی حکمتِ عملی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ٹیکنالوجی جتنی بھی ترقی کر جائے، جب تک وہ اخلاقی مقصد کے تابع نہ ہو، وہ امن نہیں لا سکتی۔ اسی لیے، مستقبل کی عسکری طاقت کا راز صرف ہتھیاروں میں نہیں، بلکہ نبیِ رحمت ﷺ کے اصولی نظامِ عدل و حکمت میں پوشیدہ ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ، 1987)، ج 1، ص 145

[2] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 312

[3] الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الکبیر، (بیروت: دار الفکر، 1990)، ص 221–228

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، کتاب الفتح، باب فتح مکہ، حدیث نمبر 4310

[5] القرآن، 2:190

[6] محمد ہاشم کمالی، القانون والاسلام: مبادی العدالۃ والاحکام (کوالالمپور: ادارۃ الفکر الاسلامی، 2001)، ص 84–90۔ (برائے موازنہ بین الاقوامی اصولِ جنگ)

[7] Carl von Clausewitz, *On War*, trans. Michael Howard and Peter Paret (Princeton: Princeton University Press, 1976), 101–105

[8] الواقدی، ابو محمد عبد اللہ، الفتوح، (قاہرہ: دار الکتب العربیہ، 1985)، ص 98

[9] NATO, *Hybrid Warfare: The Changing Character of Conflict* (Brussels: NATO Strategic Communications Centre, 2020), 12–16.

[10] Clausewitz, *On War*, Princeton University Press, 1976, p. 101

[11] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 1، ص 145

[12] NATO, *Hybrid Warfare: The Changing Character of Conflict*, 2020, p. 14

[13] بخاری، حدیث 3862

[14] الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج 2، ص 225

[15] *The Art of War*, Oxford University Press, 1963, p. 57

[16]الواقدی،الفتوح، ص98

[17]NATO, 2020, p. 16

[18]*Clausewitz, On War*, Princeton University Press, 1976, 110

[19]ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ، ج2، ص201

[20]محمد ہاشم کمالی،القانون والاسلام، کوالالمپور، 2001، 92

[21]ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ، ج4، ص34

[22]سورۃ الإسراء، 17:36

[23]الطبری، تاریخ الأمم والملوک، ج2، ص122

[24]ابو داؤد، کتاب الجهاد، حدیث2614

[25]International Committee of the Red Cross, *Commentary on the Geneva Conventions*, Cambridge University Press, 2016, 42

[26]ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ، ج2، ص85

[27]Clausewitz, *On War*, 1976, 118

[28]ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ، ج2، ص201

[29]Clausewitz, *On War*, Princeton University Press, 1976, 114

[30]Freedman, *The Gulf Conflict, 1990–1991*, Princeton University Press, 1993, 97

[31]الواقدی،الفتوح، ص101

[32]NATO, *Hybrid Warfare: The Changing Character of Conflict*, 2020, 16

[33]Liddell Hart, *Strategy*, Penguin Books, 1991, 52

[34]ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ، ج3، ص331

[35]Kissinger, *Diplomacy*, Simon & Schuster, 1994, 78

[36]Morgenthau, *Politics Among Nations*, McGraw Hill, 1985, 45

[37]Alberts et al., *Network Centric Warfare: Developing and Leveraging Information Superiority*, CCRP Publication, 1999, 23

[38]Walzer, *Just and Unjust Wars*, Basic Books, 2015, 107

[39]بخاری، کتاب الفتح، حدیث4310

[40]Kilcullen, *Counterinsurgency*, Oxford University Press, 2010, 64

[41]Human Rights Watch, *Between a Drone and Al-Qaeda*, 2013; SIPRI data on UAV transfers)۔ [Human Rights Watch, *Between a Drone and Al-Qaeda: The Civilian Cost of US Targeted Killings in Yemen*, Oct. 22, 2013; SIPRI, *Trends in International Arms Transfers* (2020).

[42]أَبُودَاوُدَ، السنن، کتاب الجهاد، حدیث2614

[43] (ICRC position on AWS; UN GGE reports)۔ [Sunan Abu Dawud, Kitab al-Jihad, Hadith 2614; ICRC, "Position on Autonomous Weapon Systems" (2021); UN documents on LAWS (2019–2024).

[44]ICRC background paper on AWS; UN reports). [Human Rights Watch, 2013; ICRC, "Position on Autonomous Weapon Systems" (2021); UN GGE reports on LAWS (2019).

[45]ICRC, 2021.

[46]SIPRI; arms transfer reports)۔ [SIPRI, *Trends in International Arms Transfers*, 2020.

[47](ICRC; Geneva Conventions commentary). [International Committee of the Red Cross, *Commentary on the Geneva Conventions*, 2016.

[48]BWC 1975; CWC 1993/1997 implementation). [United Nations Office for Disarmament Affairs, BWC overview; OPCW, Chemical Weapons Convention.

[49]ابوداؤد، السنن، حدیث:4513–4512

[50]OPCW; UNODA). [OPCW, *Chemical Weapons Convention*; UNODA, *Biological Weapons*.]

[51]ICRC position on AWS; UN GGE discussions; recent academic critiques). [ICRC, "Position on Autonomous Weapon Systems" (2021); UN GGE documents on LAWS (2019–2024); Taddeo et al., 2022.

[52] (ICRC; Taddeo et al., 2022). [Bukhari, hadith 1; ICRC, 2021; M. Taddeo et al., 2022.]

[53](ICRC position paper; UN GGE submissions). [ICRC, 2021; UN GGE documents on LAWS, 2019–2024.]

[54]Maqasid al-Shari'ah framework; IHL parallels). [Maqasid literature; ICRC commentary on IHL.

[55]ترمذی، السنن، حدیث1924